Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

Services of Dr. Moin-ud-Din Aqeel in Promoting Urdu Language and Literature in Japan

جاپان میں اردو زبان وادب کے فروغ وترویج میں ڈاکٹر معین الدین عقیل کی خدمات

صائمہ صادق،

پی۔ایچ۔ڈی اردو اسکالر، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی۔

ڈاکٹر یاسمین سلطانہ،

صدر شعبہ اردو، ایسوسی ایٹ پروفیسر، وفاقی اردو یونیورسٹی، کراچی۔

Saima Sadiq

Ph. D Urdu Scholar, Federal Urdu University. Karachi.

Dr. Yasmeen Sultana

Chairperson/ Associate Professor, Federal Urdu University. Karachi.

eISSN: 2789-6331

pISSN: 2789-4169

Copyright: © 2024 by the authors. This is an article open access distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Abstract

Dr. Moeen-ud-Din Aqeel, due to his meritorious services in the field of Urdu language and literature, is a towering figure in the world - wide Urdu literary circles. He is known as an eminent scholar, a prolific writer, a keen researcher, a literary critic, and a devoted pedagogue. Due to his scholarship, he holds the place of a connoisseur in the field of "Urdu Language and Literature", "Muslim History in the South Asia" and "Studies on Iqbal". He has been writing ceaselessly and so far, he has written almost 100 books and 600 research articles. He has won many awards including Sitara-e-Imtiaz conferred upon him by the Government of Pakistan in recognition of his academic services.

He holds a Ph.D. and a D.Lit. Degrees. He is a linguaphile and well versed in Urdu, Arabic, Persian, English, Italian, and Japanese. He has been rendering services in many universities and institutes on higher posts in Pakistan and abroad. Many dissertations at Master, M.Phil. And Ph.D. level have been completed on his works and still many more are in the pipeline.

He is a renowned figure on the far-fetched land of Japan. As a professor of Urdu language and literature, he taught in Italy. He had been to Japan many times for teaching. First time, from March 1993 till April 2000, on the invitation of Tokyo University of Foreign Studies, he taught at Osaka University and Daito Bunka University in Japan. Later, from October 2007 till March 2008, he worked as a part time Professor at Research Institute for World Languages of Osaka University. He taught at Daito Bunka University from July till September 2008 as a part time Professor and since July 2008 till October 2008 at Department of Graduate School of Asian African Area Studies of Kyoto University, Japan.

In recognition of his meritorious academic services between Japan and Pakistan, the Emperor of Japan bestowed upon him the highest civil award of Japan:

"Order of the Rising Sun, Gold Rays with Neck Ribbon".

On getting first position in M.A Urdu, Anjuman-e- Taraqi-e- Urdu, conferred upon him "Baba-e-Urdu Award"in 1969. Allama Iqbal Open University gave him the " The Best Teacher Award" in 1983 and the same was done by the International Islamic University, Islamabad in 2023.
Key words: Dr. Moeen-ud-Din, Introduction, Professor, Researcher, Critic, Pedagogic Services in Japan, Awards, Acknowledgement.

اردو زبان وادب میں ڈاکٹر معین الدین عقیل کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ کے علمی ادبی اور تحقیقی کاموں کی ایک دنیا معترف ہے۔ تاریخ و تحقیق ِادب ہو ، تاریخ ِ دکن ہو، قدیم مخطوطات کی کھوج ہو، نوادرات کی دریافت ہو، تدوینِ متن ہو یا اقبالیات، ہر موضوع پر آپ کا مطالعہ وسیع ہے۔ تحریکِ آزادیٔ برصغیر میں مسلمانوں کی جدوجہد، اسلامی تحریکات، ان کے پس منظر مسائل، افکار اور ان سے وابستہ شخصیات کے رجحانات کا مطالعہ آپ کی خصوصی دلچسپی کے حامل موضوعات رہے ہیں۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل پاکستان اور بیرونی ممالک کی بیشتر نامور جامعات میں تدریسی اور انتظامی فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔100 ۔کے قریب کتابوں کے مصنف اور 600 مضامین اور آرٹیکلز کے مصنف ہیں، جو وقتاً فوقتاً عالمی معیار کے تحقیقی مجلوں اور بڑے اخبارات وجرائد کی زینت بنتے رہے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل نے لکھنے لکھانے کا آغاز اپنے سکول کے زمانے سے ہی کر دیا تھا۔ ساتویں جماعت تک پہنچتے پہنچتے تمام دستیاب افسانوی ادب پڑھ لیا۔ اور جب نویں جماعت میں پہنچے تو آپ کے مضامین، اخبارات میں چھپنا شروع ہو گئے۔ لکھنے لکھانے کا یہ سلسلہ جو بچپن سے شروع ہوا، تاحال جاری ہے۔ تحقیق سے آپ کی دلچسپی ایم ۔اے کی پڑھائی کے دوران شروع ہوئی اور آپ نے ایک تحقیقی مقالہ، ڈاکٹر ابو للیث صدیقی کی نگرانی میں لکھا، جس کا عنوان ہے: "تحریکِ پاکستان کا لسانی پس منظر"۔ جس میں آپ نے یہ واضح کیا کہ ہندوستان کی تقسیم کے لیے مسلمانوں اور ہندوؤں کی جو تحریکیں شروع ہوئیں، ان کا پس منظر "زبان" تھا۔ ہندو تو ہندی زبان کی حمایت اور اردو کی مخالفت کرتے تھے۔ لہٰذا ہندوؤں کے ایسے فرقہ وارانہ، رویے کے باعث، مسلمانوں میں یہ احساس شدت اختیار کرتا گیا کہ مسلمان اور ہندو ایک جگہ زیادہ دیر نہیں رہ سکیں گے۔

ایم۔اے کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے ایک کتاب تحریر کی، جس کا عنوان "تحریکِ پاکستان اور مولانا مودودی" تھا۔ یہ کتاب 1971 میں شائع ہوئی۔ پھر 1975 میں ایک ہزار صفحوں سے زائد پر مشتمل ایک ضخیم مقالہ تحریر کیا، جس کا عنوان تھا: "تحریکِ آزادی میں اردو کا حصہ "۔ یہ مقالہ پی۔ ایچ۔ڈی کی ڈگری کے حصول کے لیے لکھا گیا تھا۔ جس کے نگران ڈاکٹر ابو للیث صدیقی تھے۔ اس مقالے میں تحقیق و تنقید، تحریکِ آزادی اور جدوجہدِ آزادی کے بارے میں نہایت اہم تفصیلات بیان کی گئی ہیں، جس میں ڈاکٹر صاحب نے برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ آزادی کے لیے ان کی جدوجہد، اس کے نتائج، حالات و واقعات اور اس سلسلے میں رونما ہونے والی مختلف تحریکات کو نہایت تفصیل سے بیان کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے اردو کی اولین نسوانی خودنوشت "بیتی کہانی" بھی مرتب کی، جو گمنامی کے اندھیروں میں دفن ہو چکی تھی۔ یہ اور اس نوع کی دیگر اہم تحقیقات و تالیفات کے باعث 2003 میں جامعہ کراچی کی جانب سے آپ کو ڈی۔ لٹ کی سند عطا کی گئی۔ یہ سند پاکستان میں بہت کم افراد کے حصے میں آئی ہے اور ڈاکٹر صاحب بھی ان خوش نصیب افراد میں شامل ہیں۔

Research Journal
Tahqeed
تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

دراصل "بیتی کہانی" شہر بانو بیگم، جو کہ نواب اکبر علی خان رئیس پاٹوڈی کی صاحبزادی تھیں۔ اگرچہ ان کی تعلیمی استعداد نہایت معمولی تھی، مگر ایک انگریز خاتون (Miss Fletcher) مس فلیچر کے کہنے پر اپنی زندگی کی کہانی لکھی، جو ان کی پیدائش 1848 سے لے کر، اس تصنیف پر نظر ثانی، جنوری 1851 تک، یعنی قریب 40 برسوں پر محیط ہے۔ مصنفہ نے اس میں اپنی ذاتی زندگی کے ساتھ ساتھ 1857 کی جنگِ آزادی کے دوران ریاست پاٹوڈی اور جھجھر میں انگریز سرکار کی جانب سے رونما ہونے والے واقعات، خصوصاً نوابین اور رؤوسا پر اس کے اثرات کو قلم بند کیا ہے۔ اس کتاب کی دریافت، ترتیب، تدوین، مقدمہ اور تعلیقات، ڈاکٹر صاحب کا ایک اہم ادبی کارنامہ ہے یہ تالیف 1995 میں شائع ہوئی۔ اسی طرح اردو زبان کے معروف شاعر میر تقی میرؔ کے چھ دواوین مسلم ہیں، مگر حال ہی میں ڈاکٹر معین الدین عقیل نے ان کے ساتویں دیوان کا سراغ بھی لگالیا ہے، جو اردو شاعری میں ایک اہم اضافہ اور یقیناً ان کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل کا تحریری سفر بہت طویل ہے۔ تخلیقی زندگی کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر صاحب کی تدریسی سرگرمیاں بھی لائق تحسین رہی ہیں۔ پاکستان کی بڑی بڑی جامعات سے وابستہ رہے۔ جن میں پاکستانی طلباء کے ساتھ ساتھ غیر ملکی طلباء بھی آپ کے شاگرد رہے ہیں۔ غیر ملکی طلباء کو اردو پڑھانے کا آغاز آپ نے 1967 سے کیا۔ اس وقت امریکی سفارت خانے میں آپ اردو پڑھاتے تھے۔ یہ سلسلہ تین سال جاری رہا۔ پھر 1970 میں نارتھ ناظم آباد کراچی کے "شپ اونر کالج" سے وابستہ ہوئے، جہاں 14 سال تک تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں 1984 میں جامعہ کراچی سے منسلک ہوئے اور 2001 میں پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ اس دوران بین الاقوامی جامعات سے بھی وابستہ رہے۔ 1986 سے 1987 تک جامعہ علوم شرقیہ نیپلز (اور یونیورسٹی نیپلز۔ اٹلی) میں وزٹنگ پروفیسر کے عہدے پر فائض ہوئے۔ ایک سال تدریس کے بعد وطن واپس آئے۔ پھر اپریل 1993 سے مارچ 2000ء تک آٹھ سال جاپان کی مختلف جامعات مثلاً ٹوکیو یونیورسٹی برائے خارجی مطالعات، اوساکا یونیورسٹی، کیوتو یونیورسٹی اور دیتوبنکا یونیورسٹی میں بھی تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ ان دو ممالک میں تدریسی فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ دنیا کے قریباً 40 ممالک کی سیاحت کی، جہاں انہوں نے مختلف کانفرنسوں اور سیمیناروں میں بھی شرکت کی، ناروے، اٹلی اور جاپان میں تدریسی خطبات دیے۔ اس کے علاوہ سپین، امریکہ، انڈونیشیا، آسٹریا، آسٹریلیا، برطانیہ، بیلجیم، ہندوستان، پرتگال، ترکی، تھائی لینڈ، جرمنی، جنوبی کوریا، چین، چیک ری پبلک، ڈنمارک، روس، سری لنکا، سعودی عرب، سنگاپور، سوئٹرلینڈ، سویڈن، فرانس، فلپائن، کینیڈا، لکسمبرگ، متحدہ عرب امارات، مصر، ملائشیا، ہالینڈ، ہانگ کانگ اور یونان کے مشاہیر ادب سے ملاقات بھی کی اور وہاں کے کتب خانوں سے استفادہ بھی کیا۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل کن کن اداروں کے کن شعبہ جات میں فرائض سرانجام دیتے رہے، اس سلسلے میں ان کے صاحبزادی رابعۂ نوین رقم طراز ہیں: " بین الاقوامی اور ملکی سطح پر امتیازی علمی مناصب، تحصیلات و اعترافات، جن کے ذیل میں بین الاقوامی اور ملکی، اعلیٰ تعلیمی و ملکی اداروں میں ممتاز مناصب پر تعیناتی، جیسی بطور ڈین فیکلٹی آف لینگوئجز، اینڈ لٹریچر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، پروفیسر و صدرِ شعبہ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، اور کراچی یونیورسٹی میں تدریسی، تحقیقی اور انتظامی مناصب جیسے پروفیسر شعبہ اردو، ناظم شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، ناظم میقاتِ شام (ایوننگ پروگرام) ناظم شعبہ رہنمائی، مشاورت و تعیناتی طلباء اور بین الاقوامی سطح پر مہمان پروفیسر اور ریسرچ فیلو: ٹوکیو یونیورسٹی اوف فارن اسٹڈیز، دیتوبنکا یونیورسٹی، سائی تاما، اوساکا یونیورسٹی، کیوتو یونیورسٹی جاپان، اور ینٹل یونیورسٹی نیپلز اٹلی وغیرہ"۔ (01)

ڈاکٹر معین الدین عقیل اردو، فارسی، عربی، ہندی اور انگریزی زبانوں پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔ اطالوی اور جاپانی زبانوں سے بھی شناسائی ہے۔ کراچی یونیورسٹی اور ملک و بیرونِ ملک اہم جامعات میں زبان و ادب اور سماجی و تہذیبی موضوعات سے متعلق تحقیقی مقالوں کے نگران بھی ہیں۔ ایم۔ فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی سطح کے مقالات کی جانچ بھی کرتے ہیں اور خود آپ کے کاموں پر بھی پاکستان اور بھارت میں ایم۔ اے، ایم۔ فل اور پی-ایچ-ڈی کی سطح پر تحقیقی کام جاری ہے۔

Research Journal
Tahqeed
تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

ڈاکٹر معین الدین عقیل کا شمار پاکستان کی ان چند ہستیوں میں ہوتا ہے جو اپنا ذاتی، ضخیم اور قابلِ ستائش کتب خانہ رکھتے ہیں۔ آپ کے کتب خانے میں 50 ہزار سے زائد نادر ونایاب کتابیں، مخطوطات اور رسائل وجرائد موجود رہے۔ چونکہ ڈاکٹر صاحب کو بچپن ہی سے کتب بینی کا شوق رہا۔ بچپن میں ہی اردو کا دستیاب افسانوی ادب، جن میں داستانیں بھی شامل ہیں، پڑھ ڈالیں۔ پھر رجحان تنقیدی مضامین، سوانحی ادب شخصی خاکوں اور تاریخ وادب کی جانب ہوا توان کتب کا مطالعہ شروع کر دیا اور پیسے بچا کر کتابیں خریدنے لگے۔ جن میں ادبی کتب افسانوی مجموعے اور شعری مجموعے شامل ہوتے تھے۔ یاد رہے کہ یہ سب وہ اپنے بچپن سے کر رہے ہیں۔ کالج میں داخلے کے بعد یہ شوق مزید بڑھتا گیا۔ پرانی کتابیں چونکہ کم قیمت میں دستیاب ہوتی تھیں، اس لیے ردی فروشوں، پرانی کتابوں کی دکانوں اور قدیم دکانوں پر باقاعدگی سے جانے لگے۔ اور جلد ہی علمی و ادبی موضوعات پر نئی اور پرانی سینکڑوں کتابیں اکٹھی کر لیں۔ پھر نادر ونایاب اور قدیم کتب اور مخطوطات جمع کرنے کا شوق ہوا، تو اس طرف توجہ کر دی۔ آہستہ آہستہ یہ ذخیرہ اتنا وسیع ہوتا گیا کہ اس میں مختلف علوم وفنون کی 50 ہزار سے زائد کتابیں جمع ہو گئیں۔ کسی ایک انسان کا کتابوں کا اتنا ضخیم ذخیرہ، ان کے حسنِ ذوق اور کتاب دوستی کی ایک نایاب مثال ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی کتابیں ان کے گھر میں موجود لائبریری میں نہایت سلیقے سے رکھی گئی ہیں۔ کسی بھی کتاب کی تلاش بہت آسان ہے، بس نام لیا جائے تو ڈاکٹر صاحب یہ بتا دیتے ہیں کہ یہ کتاب کون سی الماری کے کس خانے میں رکھی ہے، وہاں سے لی جاسکتی ہے۔ بہت سے لوگ جن میں آپ کے طلباء، اساتذہ، واقف کار اور ان کے واقف کار آپ کے کتب خانے سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے اتنے بڑے کتب خانے کا خیال رکھنا یقیناً کوئی آسان کام نہیں۔

بیرونِ ممالک میں موجود آپ کے دوست جو اساتذہ بھی ہیں اور طالب علم بھی، جب آپ کے ہاں آتے، تو آپ کے اس کتب خانے سے ضرور متاثر ہوتے۔ حتیٰ کہ ان میں سے کچھ نے تو، جن کا تعلق جاپان سے تھا، اپنے ہاں بھی کتابوں کے اس طرح کے نایاب ذخیرے کی دستیابی کی خواہش کا اظہار کیا۔ ڈاکٹر صاحب بھی اپنی ذاتی کتب خانے کے مستقبل کے حوالے سے فکر مند تھے۔ کیونکہ وہ پاکستان میں ذاتی کتب خانوں کے حالات دیکھ چکے تھے۔ جنہیں اگر کسی کے سپرد کیا جائے یا تحفتاً دیا جائے، اس وقت تو شوق میں کتب خانہ لے لیا جاتا ہے مگر بعد میں یا تو ردی میں بیچ دیا جاتا ہے یا مفت میں ملنے والی کتابوں کی کوئی قدر نہیں رہتی۔ لہٰذا ڈاکٹر صاحب کو یہ فکر رہتی کہ اتنی نایاب اور اہم کتابیں کس طرح سے اہلِ ذوق اور اہلِ ادب تک پہنچائی جائیں جو ان کا ٹھیک طریقے سے خیال بھی رکھ سکیں اور اہلِ علم ان سے مستفید بھی ہوتے رہیں۔ اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب کی ایک کتاب بھی ہے، جس کا عنوان ہے: "میرا کتب خانہ: نوعیت، انفرادیت اور مستقبل"۔ جس میں اپنے ذاتی کتب خانے کے حوالے سے خدشات اور تحفظات کا اظہار کیا گیا ہے۔

کیوتو یونیورسٹی جاپان سے تعلق رکھنے والے سکالر حضرات نے جب ڈاکٹر صاحب سے اپنے ہاں بھی اس طرح کی لائبریری کی خواہش کا اظہار کیا تو ڈاکٹر صاحب نے اپنے کتب خانے کے جاپان منتقل کر دینے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ لہٰذا کیوتو یونیورسٹی جاپان سے پروفیسروں کی ایک ٹیم ڈاکٹر صاحب کے ہاں آئی، جنھوں نے ان کتابوں کی فہرستیں مرتب کیں۔ جاپان واپس گئے۔ تمام ضروری انتظامات کئے تاکہ ڈاکٹر صاحب کے اس کتب خانے کو جاپان منتقل کر دیا جائے۔ اس طرح ان کی 28 ہزار کتابوں کو دو ہفتے کے اندر، جون 2012 میں، نہایت احتیاط کے ساتھ کیوتو یونیورسٹی جاپان منتقل کر دیا گیا۔ کیوتو یونیورسٹی والوں نے آپ کے اس تحفے کو دل وجان سے قبول کیا اور اس کتب خانے کو "عقیل کلیکشن" کا نام دے دیا۔ جہاں آج بھی اردو زبان وادب اور جنوبی ایشیا میں مسلمانوں کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے بہت سے محقق، طالب علم اور اساتذہ مستفید ہو رہے ہیں۔ اہلِ جاپان نے ڈاکٹر صاحب کے کتابوں کے اس تحفے کو صرف خود تک محدود نہیں رکھا بلکہ بہت عزت، احترام اور لگن کے ساتھ انہیں آن لائن کر دیا۔ اب یہ تمام کتابیں آن لائن بھی دستیاب ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اس سے بہت خوش ہیں اور جب کبھی ان کا جاپان جانا ہوتا ہے تو وہ ضرور اپنے اس ذاتی کتب خانے کو دیکھنے کے لیے جاتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر05، شمارہ نمبر01، جون-2024

“It provides me with great satisfaction and happiness to see my life long hard work and appears reserved in a suitable environment and decent manner and can be accessed through

http://www.asafas.kyoto-ac.jp/kias/aqeel_db/en/index.html

And

http://www.asafas.kyotou.ac.jp/kias/aqeel_db/pdf/classification.pdf

It is further gratifying that I get to opportunity to visit Kyoto every 2 to 3 years and review *Aqeel Collection.* I am quite pleased with this facility. This library, has thus, played a significant and fundamental role in helping me maintain my relations with my friends and scholars in Japan and will continue to strength my relations with Japan to the end of time, even after I take my leave from this world”. (2)

ڈاکٹر معین الدین عقیل کی تمام عمر علم وادب کی خدمت میں گزری۔ اسی لیے آپ کو بہت سے اعزازات سے بھی نوازا گیا۔ 1969 میں ایم۔اے کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی، تو انجمن ترقی اردو نے آپ کو "بابائے اردو ایوارڈ" عطا کیا۔ 1983 میں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی طرف سے "بہترین استاد" کا اعزاز پایا ۔ تو 2023 میں اسلام آباد کی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی نے بھی آپ کو " بہترین استاد " کا ایوارڈ عطا کیا۔ آپ کی علمی خدمات کا اعتراف صرف پاکستان ہی میں نہیں کیا گیا بلکہ آپ کی علمی خدمات کے اعتراف کے طور پر جاپان کے شہنشاہ نے اپریل 2013 میں آپ کو اعلیٰ ترین سول اعزاز

“Order of the Rising Sun, Gold Rays with Neck Ribbon”

عطا کیا۔ دوحہ (قطر) کی مجلسِ فروغِ ادب نے آپ کو 28 اکتوبر 2021 میں "عالمی فروغِ ادب" ایوارڈ سے نوازا۔

حکومتِ پاکستان ہر سال 23 مارچ کو اہم اور گراں قدر خدمات سرانجام دینے والی، سول اور عسکری شخصیات کو، "ستارہء امتیاز" کے اعزاز سے نوازتی ہے۔ سول افراد کو یہ اعزاز ادب، کھیلوں، فنون لطیفہ، طب یا سائنس کے میدان میں نمایاں اور اعلیٰ کارکردگی کی بنا پر دیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل کی خدمات بھی ڈھکی چھپی نہیں۔ لٰہذا 2023 میں آپ کو اپنی بیش قیمت ادبی خدمات کے صلے میں حکومتِ پاکستان کی طرف سے گورنر ہاؤس کراچی میں ایک شاندار تقریب میں یہ اعلیٰ اعزاز عطا کیا گیا۔ خوشی کے اس موقع پر آپ کی صاحبزادی ریشہ اپنے جذبات کا اظہار فیس بک پوسٹ پر کچھ اس طرح کرتی ہیں:

“ Sitara – e- Imtiaz 2023 -March 23, 2023: Governor House, Karachi. No words except finally! More happy then when he was conferred Awards from Japan and Qatar. Extremely proud. Well- deserved.

Wish Amma was here to see her son exalting yet again”. (3)

ان تمام اعزازات واعترافات کے پیچھے آپ کی ان تھک شبانہ روز محنت شامل ہے۔ ہر روز دنیاومافیہا سے بیگانہ ہو کر آپ دن کا ایک بڑا حصہ اپنی لائبریری میں گزارا کرتے۔ چھوٹے بچے اپنے والدین سے وقت اور توجہ چاہتے ہیں مگر ننھی رامیشہ آپ کی محنت کی گواہی ان الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

"From, Dawn, yes Dawn, when the sun rose, I would find my father in library downstairs, working. Sometimes for his students and colleagues. My mother used to send me to get him for breakfast. After reading newspapers he would return to his work till we could call him for food again, till dusk. That is how it is still. He has been representing Urdu and Pakistan around the world in different countries, where people respect him more than our own people". (4)

ڈاکٹر معین الدین عقیل کی خدمات کو سراہتے ہوئے عالمی سطح پر مختلف بڑے اور نامور دانشوروں نے آپ کی خدمات پر کچھ مقالات تحریر کیے ہیں، جن کا عنوان ہے:

"History, literature and scholarly perspectives: South and West Asian context, A Festschrift presented in Honour of Moinuddin Aqeel"

ان مقالات کو ڈاکٹر جاوید احمد خورشید اور ڈاکٹر خالد امین نے کتابی صورت میں مرتب کیا۔ یہ انگریزی اور اردو زبان کے مقالات ہیں۔ جن کا عنوان رکھا گیا:

"جنوب مغربی ایشیا کا علمی تناظر: تاریخ، تہذیب اور ادب"۔ ادارہ معارف اِسلامی-کراچی کی طرف سے 2016 میں سے شائع کیا گیا۔

ڈاکٹر معین الدین ایک ہمہ جہت اوران تھک انسان ہیں۔ ہمہ وقت قلم اور کتاب سے رشتہ استوار رکھتے ہیں۔ اور ہر وقت پڑھنے یا لکھنے میں مصروف رہتے ہیں ۔ چھٹی کے دن ہر اتوار کو آپ کے گھر ایک ادبی محفل ہوتی ہے اور اہلِ کراچی اور دیگر احباب آپ کی گفتگو اور پر خلوص چائے سے مستفید ہوتے رہتے ہیں۔ طاہر مسعود آپ کی تصنیفات کے حوالے سے رقم طراز ہیں:" ڈاکٹر صاحب کی اپنی تصنیفات 80 سے اوپر ہو چکی ہیں (5) لیکن تحقیق وتصنیف کی دنیا میں اتنی آبلہ پائی کے باوجود وہ اب تک تھکے نہیں۔ ستانے کا نام بھی نہیں لیتے۔ جب ملیئے اپنی ایک نئی تصنیف کی اشاعت کی خوشخبری سنا دیتے ہیں۔ ہم جیسے طفلانِ مکتب کو ان کے ذوق علمی سے یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ کچھ اور ڈھنگ کے علمی کام کرنے کا اشتیاق بڑھ جاتا ہے'۔(6)۔

ڈاکٹر صاحب کی یہ خدمات صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں بلکہ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی پھیلی ہیں۔ خاص طور پر آپ کے قیام جاپان کے دوران آپ کی علمی وادبی اور تدریسی کاوشوں سے اہلِ جاپان میں خوب مستفید ہوئے۔ جاپانیوں کے ساتھ آپ کے مراسم بہت قدیم ہیں۔ جاپان میں اردو کی تدریس پر جاپانیوں میں اردو زبان و ادب سیکھنے کی روایت کو ہمیشہ حیرت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ جس کی ایک اہم وجہ جاپان کا جغرافیائی حیثیت میں فاصلہ کا پایا جانا ہے اور تہذیب و ثقافت اور اقدار بھی بالکل الگ الگ ہیں۔ اپنے طویل جغرافیائی فاصلے کی بدولت جاپان ایک لمبے عرصے تک دنیا کے دیگر حصوں سے لاتعلق ہی رہا۔ مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ دنیا ترقی کی راہوں میں آگے کی جانب سفر کرتی رہی تو جاپان کو بھی جدید دنیا سے رابطہ کرنا پڑا۔ کسی سے تمام تر تعلقات کی بنیاد "زبان" ہوتی ہے۔ جنوبی ایشیا خاص طور پر جاپان، مذہب اور تجارت کی بنا پر، دنیا کے ساتھ تعلقات بڑھانے لگا۔ جنوبی ایشیا میں گندھارا کا علاقہ (جو اب پاکستان کا علاقہ کہلاتا ہے) بدھ مت کی تبلیغ کا بڑا مرکز رہا ہے۔ یہاں کے بدھ بھکشو اپنے مذہب کی تبلیغ کے لیے چین اور جاپان جانے لگے اور بدھ مت کو پھیلانا شروع کر دیا۔ لہٰذا یہاں بدھ مت نے اہم مذہبی حیثیت حاصل کر لی۔

اسی طرح جاپان کے دنیا کے دوسرے حصوں سے تعلقات کی بنیاد تجارت تھی۔ پرانے زمانوں سے ہی بحری جہازوں کے ذریعے تجارت کی جاتی رہی ہے۔ دوسرے ملکوں کے بحری جہاز میں لوگ جب جاپان آتے، تو اپنی اپنی بولیاں بولتے۔ برصغیر سے بھی بحری جہاز جاپان پہنچنے لگے اور یوں فارسی اور اردو زبان بھی جاپان پہنچ گئی۔ عامر علی خان اسے ضمن میں رقم طراز ہیں: "جاپان اور اردو کے درمیان تعلق کا نقطہ آغاز کب اور کیسے ہوا؟ اس کے بارے میں قطعیت سے رائے قائم کرنا ممکن نہ ہو گا۔ تاہم کسی حد تک ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کے ڈانڈے اس بحری جہاز سے ملتے ہیں جو برصغیر سے چل کر 1663 میں جاپان میں ناگاساکی کے ساحلوں پر تجارت کے غرض سے اترا۔ اس جہاز کے ملاحوں کو جاپانی مورخین "مور" کے نام سے پکارتے تھے۔ "مور" کی اصطلاح مسلمانوں کے لیے بھی استعمال ہوا کرتی تھی۔ ان ملاحوں اور جہاز پر سوار تاجروں سے

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

ابلاغ کے لیے فارسی اور اردو الفاظ کے استعمال کے حوالے ملتے ہیں۔ اس کا سراغ ہمیں انٹرنیشنل اکنامک یونیورسٹی، ناگاساکی کے جرنل کے شمارہ مارچ 1986 میں پروفیسر ناگاشیما کے ایک مقالے "چند زبانوں کی لغت" سے ملتا ہے۔ اس مقالے میں پروفیسر ناگاشیما نے ناگاساکی کے ایک تاجر "گی گوزائے مان" کی پانچ زبانوں، جاپانی چینی، ویت نامی، پرتگالی اور مور پر مشتمل مرتب کردہ اور لغت کا تعارف اور تحقیقی تجزیہ پیش کیا ہے۔ لفظ "مور" مسلمانوں کے لیے استعمال ہوتا تھا۔ اس زمانے میں برصغیر میں مغلیہ دور تھا اور مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اور ان کی زبان فارسی تھی۔ جو اس وقت سرکاری زبان کا درجہ رکھتی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ "مور" زبان سے مراد فارسی زبان ہی تھی اس میں فارسی زبان کے الفاظ اور تجارتی غرض سے ضروری اور کارآمد کئی فقرے شامل کیے گئے تھے۔ جس کی فہرست میں اردو زبان کے الفاظ بھی شامل تھے۔ مقصد ظاہر ہے یہی تھا کہ برصغیر کے ان تاجروں سے کاروباری لین دین کے لیے ابلاغ ممکن ہو۔ پروفیسر ناگاشیما کی تحقیقات کے مطابق یہ لغت سب سے پہلے 1796 میں ناگاساکی ہی میں مرتب ہوئی تھی۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق جاپان میں اردو کا یہ قدیم ترین اور اولین حوالہ ہے"۔(7)

اس اولین دور میں جاپان میں اردو کے حوالے سے کوئی خاص کام نہیں ہوا۔ جیسے جیسے دنیا میں صنعتی ترقی سے انقلاب برپا ہوتا رہا۔ جاپان بھی جدید دور کے ان تقاضوں کو اپنانے لگا۔ اس وقت، وقت کی اہم ضرورت یہ تھی کہ دنیا کے دیگر حصوں میں بولی جانے والی زبانوں کو بھی سیکھ لیا جائے تاکہ رابطے کا ذریعہ مؤثر ہو سکے۔ جاپان میں بھی اس ضرورت کو محسوس کیا جانے لگا۔ مقصد جس کا یہی تھا کہ اس طرح سے تجارت کو بھی فروغ ملتا رہے اور غیر ملکی زبانوں اور تہذیب و ثقافت سے آشنائی ہوتی رہے۔ اردو زبان کو سیکھنے کی ضرورت بھی محسوس ہونے لگی۔ اس طرح جاپان میں اردو زبان کی تدریس کا آغاز ہوتا ہے۔ عامر علی خان جاپان میں اردو کی باقاعدہ تدریس کے حوالے سے لکھتے ہیں: "اس مقصد کے تحت غیر ملکی زبانیں سیکھنے کے لیے 1899 کے اپریل میں ایک ادارہ "ٹوکیو گائیکو کو گو سکول" قائم کیا گیا۔ جاپان میں غیر ملکی زبانیں سیکھنے کے لیے یہ اولین ادارہ تھا۔ ابتدا میں اس ادارے میں انگریزی، فرانسیسی، جرمن، روسی اور کوریائی زبانوں کی تدریس ہوتی تھی۔ لیکن بعد ازاں جنوبی ایشیا میں برصغیر پاک و ہند کی اہمیت کے پیش نظر 1908 میں ہندوستانی (اردو) زبان پڑھانے کے لیے علاحدہ ایک نئے شعبے کا قیام عمل میں آیا۔ یوں گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ جاپان میں اردو تدریس کا باقاعدہ، ٹھوس اور مستحکم آغاز 1908 میں ہوا اور آج تادمِ تحریر جاپان میں اردو تدریس کے آغاز کو 115 برس ہو چکے ہیں۔ آج بھی اردو دنیا میں جب لوگوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جاپان جیسے دور افتادہ خطے میں اردو تدریس ایک صدی سے زائد عرصے سے بلا تعطل جاری ہے . تو وہ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں"۔(8)

اپریل 1899 میں غیر ملکی زبانیں سکھانے والا یہ ادارہ "ٹوکیو گائیکو گو سکول" کو بعد میں یونیورسٹی کا درجہ دے دیا گیا اور اب اسے "ٹوکیو یونیورسٹی اوف فورن سٹڈیز" (Tokyo University of Foreign Studies) کے نام سے جانا جاتا ہے اور لطف کی بات تو یہ ہے کہ جاپان میں اردو زبان کی تدریس صرف اس ایک ادارے تک محدود نہ رہی بلکہ پورے جاپان میں مختلف جامعات میں اردو کی تدریس جاری ہے۔ ٹوکیو یونیورسٹی اوف فورن سٹڈیز کے علاوہ اوساکا یونیورسٹی اوف فورن سٹڈیز، (Osaka University of Foreign Studies) کیوتو یونیورسٹی، (Kyoto University) اور دیتو بنکا یونیورسٹی (Daito Bunka University) بھی اردو کی تدریس کے لیے اہم مقام رکھتی ہیں۔ اوساکا یونیورسٹی میں اردو کی تدریس 1921 میں شروع ہوئی تھی اور 2021 میں اس ادارے کی اردو زبان و ادب کی خدمات کے سو سال مکمل ہو چکے ہیں۔ جاپان میں اردو کی تدریس کے دیگر اداروں پر روشنی ڈالتے ہوئے عامر علی خان رقم طراز ہیں: " ان تعلیمی اداروں کے علاوہ کئی دیگر ادارے ہیں، جہاں اردو زبان کی تدریس ہوتی ہے ان میں "جائیکا" (JIKA) یعنی "جاپان انٹرنیشنل کارپوریشن ایجنسی"، ڈیلا (DILA) انٹرنیشنل لینگویج اکیڈمی، پولیس اکیڈمی، چو او یونیورسٹی (Chuo University)، منسٹری اوف فورن افیئرز اور ایشیا افریکا لینگوسٹک انسٹیٹیوٹ جیسے ادارے قابل ذکر ہیں۔ اردو تدریس کے علاوہ جاپان کے قومی نشریاتی ادارے این ایچ کے (NHK) یعنی "نپون ہیو سو کیو کائی" کی اردو سروس میں خبریں اور حالاتِ حاضرہ پر تبصرے اور جاپانی و پاکستانی اور جنوبی ایشیاء کی ثقافت پر اردو زبان میں پروگرام نشر کیے جاتے ہیں"۔(9)

115 سال سے جاپان میں اردو کی تدریس اور مطالعات جاری ہیں۔ جاپانیوں میں اردو زبان وادب سیکھنے کا جوش وخروش روز بروز بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔ جاپان میں اردو زبان وادب کو فروغ دینے والی شخصیات میں پروفیسر سوزوئی ہیکو اپچی، پروفیسر رے اپچی گامو، پروفیسر سوزوکی تاکیشی، پروفیسر اسادا، پروفیسر ہیروشی کان کاگایا اور پروفیسر تسونیو ہاماگوچی شامل ہیں۔(10)

ان اساتذہ نے جاپان میں اردو علم وادب کی راہیں ہموار کیں اور انہی کی بدولت آج اردو جاپانی طلباء کی سیکھنے کے لحاظ سے بہت بڑی ترجیح ہے۔ اپچی گامو اور پروفیسر سوزوکی تاکیشی کی خدمات قابل قدر ہیں۔ اسی بنا پر انہیں جاپان کا "بابائے اردو" بھی کہا جاتا ہے۔(11) ان اولین معماروں کے علاوہ بھی ایسے جاپانی افراد کی فہرست طویل ہے جو اردو زبان وادب کے فروغ کے لیے مصروف ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ شخصیات ہیں جو درج بالا اساتذہ کرام کے شاگرد ہیں۔ ان میں پروفیسر اسادا یوتاکا، پروفیسر ہیروجی کتاؤکا، پروفیسر تاکاسو ماتسو مورا، پروفیسر ہیروشی ہاگیتا، پروفیسر سویامانے پروفیسر مامیا کین ساکو اور پروفیسر تیتسویا تسویوگاچی شامل ہیں۔(12) جنہوں نے اردو زبان وادب کو آنے والے جاپانی طلبہ کے لیے سہل اور پر لطف بنا دیا۔ ان میں سے چند افراد تو ایسے بھی ہیں جن کو اردو زبان سے لگاؤ اس حد تک ہے کہ ملازمت مکمل کرنے کے بعد بھی اردو زبان وادب کے فروغ کے لیے کام میں مشغول رہتے ہیں۔ نوجوانوں میں موراکامی آساکا، توریا مساتو، میاموتو تاکاشی اور سناگا ایمیکیو قابل ذکر ہیں۔(13)

نہ صرف اردو زبان وادب کی تدریس سے جاپانیوں کو نہایت شغف رہا، بلکہ لغت نویسی اور ترجمے کی روایت بھی جاپان میں بہت مستحکم نظر آتی ہے۔ اردو سے جاپانی اور جاپانی زبان سے اردو میں لغت نویسی میں پروفیسر سوزوکی تاکشیی، پروفیسر اسادا یوتاکا، پروفیسر کان کاگایا اور پروفیسر ہیروشی ہاگیتا نہایت اعلی سطح پر کام کر رہے ہیں۔(14)

اردو نظم ونثر بھی جاپانیوں کے لیے خاص دلچسپی کا باعث ہے۔ اس لیے انہوں نے اس کے جاپانی زبان میں بہت سے تراجم کیے۔ اس کے علاوہ درج بالا جاپانی اساتذہ نے اردو ادب سے جاپانی اور جاپانی ادب سے اردو میں ترجمہ کیا اور دیگر جاپانیوں کو اردو زبان وادب سے روشناس کرایا۔ عامر علی خان کے مطابق:

"ان کے علاوہ طلبہ میں جنگو واتاسے چی مورا، یوکاری ریکو کاوا، شاشورے، تاکومی کوادے اور مساؤ تسوزوکی نے بھی منتخب اردو نثر پاروں کا جاپانی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ جن ادیبوں کی منتخب نگارشات کا جاپانی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے ان میں سعادت حسن منٹو، انتظار حسین، قرۃ العین حیدر، غلام عباس، احمد ندیم قاسمی، خدیجہ مستور، ممتاز مفتی، عبد اللہ حسین، احمد علی، کرشن چندر، یونس ادیب، سجاد ظہیر، ہاجرہ مسرور، مجتبٰی حسین اور مظہر الاسلام کے نام سے زیادہ نمایاں ہیں۔ شاعری کے ترجمے میں میرؔ، غالبؔ، سراجؔ اورنگ آبادی، مصحفی، مومنؔ، اقبالؔ، فیضؔ، سوداؔ، میراؔجی، حسرتؔ موہانی، منیرؔ نیازی، ناصرؔ کاظمی جیسے اردو کے بڑے شاعروں کا کلام شامل ہے۔ شاعری کے ترجمے میں پروفیسر ہیروجی کتاؤکا اور پروفیسر تاکاسو ماتسو مورا کا کام نہایت بسیط اور وقیع ہے۔ کتاؤکا صاحب نے تو غالبؔ اور فیضؔ کے کلام کا مکمل اور اقبال کی کلام کے بیشتر حصے کا ترجمہ کر کے کمال کر دکھایا ہے۔ یہ تراجم کتابی صورت میں شائع ہو چکے ہیں اقبال کے کلام کا مکمل ترجمہ بھی جلد متوقع ہے۔ پروفیسر ماتسو مورا صاحب نے میرؔ کی منتخب غزلیات کا جاپانی ترجمہ کیا جو کتاب کی شکل میں طبع ہو چکا ہے اس کے علاوہ انہوں نے اردو کی کلاسیکی اور اہم شعراء کے منتخب کلام کا ترجمہ بھی کیا ہے"۔(15)

یوں ہم دیکھتے ہیں کہ گزشتہ ایک صدی سے جاپان میں اردو زبان کو کس طرح پذیرائی حاصل ہوتی رہی ہے اور جاپان کے لوگ کیسے خوش دلی اور شوق سے اردو زبان کو سیکھتے بولتے اور اس کا ترجمہ کرنے میں مصروف ہیں۔ جاپان کے لوگوں میں اردو زبان سیکھنے اس سے تعلق کو مستحکم کرنے میں ڈاکٹر معین الدین عقیل کی کاوشیں بھی شامل ہیں۔ جاپانیوں سے ڈاکٹر صاحب گزشتہ 50 سالوں سے زائد عرصے سے منسلک ہیں۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل کا جاپان سے رشتہ 60-1950 کی دہائی سے شروع ہوتا ہے جب وہ سکول میں زیر تعلیم تھے اور ہندوستانی گانوں کے ذریعے اور سکول کے نصاب میں جنگِ عظیم دوم کے قصوں میں لفظ "جاپان" سے روشناس ہوئے اور امریکہ کے جاپان کے شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملوں کے بارے میں پڑھا۔ چونکہ اردو افسانوی ادب اور شاعری کا مطالعہ بھی ساتھ ساتھ جاری تھا۔ لٰہذا محمد حسین کی کتاب "قصہ شاہ جاپان"، نور الحسن برلاس کی "جاپانی بچوں کے گیت" اور اصغر گونڈوی کی

کتاب "تحفہ ءجاپان" پڑھی۔ کو پھر سر راس مسعود کی کتاب "روح جاپان" اور مولانا ظفر علی خان کی "جنگ روس ور جاپان" پڑھی تو جاپان کے بارے میں تجسس مزید بڑھ گیا ۔یہ تجسس وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتا ہی رہا۔ جب جامعہ کراچی کے طالب علم تھے تو جاپانی طلباء سے براہِ راست تعلق پیدا گیا۔ ڈاکٹر صاحب اس ضمن میں رقم طراز ہیں:

"This was my initial introduction of Japan society and culture that I gained during my school years as a student. My interaction with the Japanese people started when I was personally a student of Karachi University from 1965.69· and newly appointed Japanese officer, Nakano Shoichi, was sent to Karachi university's department of Urdu, by the Ministry of Foreign Affairs, to improve his Urdu speaking abilities for official purposes in Japan even though he was familiar with the language to an extent. During the time, he started learning Urdu reading and writing from me while also indulging Urdu literature and newspapers. This situation went for a year and due to routinely interacting with him, for the very first time, I got to know a Japanese gentleman closely and gained a chance to understand their psychology and behaveiour, which I found extremely interesting and informative. I am still in touch with Mr. Nakano". (16)

اس طرح مسٹر ناکانو(**Mr. Nakano**) کو اردو زبان سکھانے سے، ڈاکٹر معین الدین عقیل کے جاپانیوں کے ساتھ روابط کا آغاز ہوتا ہے جو آج نصف صدی سے زائد عرصہ (1969 سے 2024) گزرنے کے بعد بھی جاری ہے۔ ڈاکٹر صاحب کی دوسرے جاپانی طالب علم اور دوست مسٹر فوکاماچی ہیرو کی (**Mr. Fukamachi** **Hiroki**) ہیں جن سے ڈاکٹر صاحب کی ملاقات 1970 کی دہائی میں ہوئی . مسٹر فوکاماچی اور ان کی اہلیہ مسز تاکاکو (**Mrs. Takako**) سے آپ کی ملاقات مس او سادا (**Miss. Osada**) کے ذریعے ہوئی جو ڈاکٹر معین الدین عقیل سے اردو سیکھتی تھیں اور مسٹر فوکاماچی (**Mr. Fukamachi**) کے دفتر میں ملازمت کرتی تھیں۔ اس طرح مس او سادا کے توسط سے ڈاکٹر صاحب نے مسٹر فوکاماچی اور ان کی اہلیہ مسز تاکا کو حب اردو سکھانا شروع کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے ان سے جاپان کی تہذیب و ثقافت کے بارے میں جتنا جانا اور سمجھا، آج تک اس کی جگہ کوئی اور نہ لے سکا. اس سلسلے میں آپ لکھتے ہیں:

"Mr. Fukamachi , although now old and sick, is an expert in the economy of Pakistan and is affiliated with a governmental research department. Before visiting Japan and while living in Karachi no one introduced my family and I to Japanese society and life in general, as much as this couple did". (17)

اس کے علاوہ پروفیس ہیروجی کتاؤکا (Professor Hiroji Kataoka) بھی جاپان سے جامعہ کراچی پاکستان تشریف لائے اور دو سال تک یہاں قیام کیا تاکہ اردو زبان سیکھ سکیں۔ اردو زبان سیکھنے کے لیے ان کی نظرِ انتخاب بھی ڈاکٹر معین الدین عقیل پر ٹھہری اور انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے اردو سیکھنا شروع کر دی۔ پروفیسر کتاؤکا (Professor Kataoka) کو پاکستان اور اس کی ثقافت سے بے حد لگاؤ تھا۔ اپنے دو سالہ قیام میں انہوں نے یہاں کی تمام مشہور جگہوں کی سیر کر لی۔ ان کے قیام کے دوران سن 1971 میں پاکستان۔ بھارت جنگ چھڑ گئی۔ جنگ کے ان ناگفتہ بے حالات میں دوسرے تمام غیر ملکیوں نے تو پاکستان سے نکل جانا بہتر سمجھا لیکن پروفیسر کتاؤکا کا پاکستان سے لگاؤ ملاحظہ ہو کہ انہوں نے اس کڑے وقت میں پاکستان میں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے قیام کی دو سالہ مدت مکمل کرنے کے بعد ہی جاپان کا رخ کیا اور وہاں جا کر اوساکا یونیورسٹی کے شعبہ ء اردو سے منسلک ہو گئے اور کچھ عرصے کے بعد نئی قائم کردہ یونیورسٹی دیتو بنکا (Daito Bunka University) سے وابستہ ہو گئے۔ جہاں یہ اصول لاگو تھا کہ سالِ دوم کے تمام طلبا، جو کہ 15 سے 20 کی تعداد میں ہوتے تھے، وہ اس ملک کا، جس کی وہ زبان سیکھ رہے ہیں، دورہ کریں گے تاکہ وہ وہاں کی تہذیب و ثقافت کو قریب سے دیکھ سکیں۔ اس طرح مسٹر کتاؤکا کا ہر سال طلبا کا ایک وفد لے کر جامعہ کراچی آنے لگے۔ دو ہفتے کے قیام کے دوران 10 سے 12 دن جامعہ کراچی کے

Research Journal
Tahqeed
تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

شعبہ اردو میں طلبہ کو اردو زبان کی تربیت کے لیے اساتذہ کے حوالے کر دیا جاتا۔ یہاں بھی ڈاکٹر معین الدین عقیل انہیں طلبہ کو پڑھاتے اور ان طلباء کی اولین ترجیح بھی یہی ہوتی کہ وہ ڈاکٹر صاحب سے پڑھیں۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب کا جاپانی طلباء سے تعلق مزید پختہ تر ہوتا گیا۔ جامعہ کراچی میں اردو زبان سیکھنے کے لیے جاپان سے صرف طلباء ہی نہیں آتے تھے بلکہ اردو زبان سیکھنے کا یہ شوق وہاں کے تاجروں اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھی بڑھتا جا رہا تھا۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں :

"Along with these friends and students, some Japanese diplomats and well known businessmen especially Mitsubishi and Suzuki official, use to come here and still they do. My family and I had multiple chances of meeting and staying in touch with these officers and their families and therefore, even before visiting, my family and I got very close and familiar with Japan and Japanese people. Among these people was Mr. Taratani who came to Karachi for trade purposes and ended up staying here. He accepted Islam, change his name to Iqbal Teratani, got married here with the Multani girl and started a family, now live a peaceful life in Karachi". (18)

اس کے علاوہ اسادا یوتاکا (Asada Yutaka) اور ان کے اہلیہ مسز مہارو (Mrs. Meharo) بھی دو تین سال کے لیے کراچی آئے اور ڈاکٹر صاحب سے اردو زبان سیکھی اور جلد ہی اس زبان میں بولنے اور لکھنے پڑھنے میں مہارت حاصل کر لی اور جب جاپان واپس پلٹ گئے تو مسٹر اسادا نے اوساکا یونیورسٹی میں اردو کی تدریس شروع کر دی۔ بعد میں ٹوکیو یونیورسٹی برائے خارجی مطالعات (Tokyo University for Foreign Studies) سے منسلک ہو گئے۔ جہاں اپنی ریٹائرمنٹ (2012) تک اردو کی تدریس کے فرائض پوری تندہی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔ ڈاکٹر صاحب ان کے اردو زبان و ادب سے لگاؤ کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

“He worked on various pieces related to Urdu language and Literature including translation, composition and editing of Urdu classical texts along with the compilation of Urdu – Japanese Dictionary”. (19)

Mr. **Shigeyake Azmat Ataka** اور ان کی اہلیہ مسز آصفہ (Mrs. Asefa)، ڈاکٹر معین الدین عقیل کا ایک اور طالب علم خاندان ہے۔ Mr. **Shigeyake Azmat Ataka** نے تو جامعہ کراچی سے پولیٹیکل سائنس میں سنہ 1980 کی دہائی میں ایم۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ جبکہ ان کی اہلیہ مسز آصفہ جاپانی پھولوں کو سجانے کے فن Ikebana ایکی بانا کی پروفیسر رہیں۔ انہوں نے بھی ڈاکٹر صاحب سے اردو زبان سیکھی اور مہارت حاصل کی۔ یہ دونوں بھی ڈاکٹر صاحب کو جاپانی ادبی اور ثقافتی محفلوں میں مدعو کرتے رہتے تھے۔ ان کے توسط سے ڈاکٹر صاحب کو جاپانی سفارت خانے کے کچھ دیگر افراد سے ملنے اور انہیں اردو پڑھانے کا موقع بھی میسر آگیا۔ لکھتے ہیں:

"Because of Ataka's visit to Karachi end during his stay, I found opportunities to befriend and interact with other officials from the Consulate too, with some of whom I was able to build closer relations as they learnt Urdu from me. I kept in touch with two of these officials, Mr. Koga and Mr. Kawakami, even after their returning to Japan". (20)

پروفیسر مسٹر سوزوکی تاکیشی (Professor Mr. Suzuki Takishi) 1960 کی دہائی میں جامعہ کراچی آنے والے پہلے جاپانی تھے جو اردو زبان سیکھنے کی غرض سے آئے تھے۔ اس وقت حکومتِ پاکستان نے جاپانی طالب علموں کو وظیفہ دینا شروع کیا تھا تاکہ وہ پاکستان آئیں اور یہاں کے علوم سیکھیں۔ مسٹر سوزوکی تاکیشی اس وظیفے کی بنیاد پر یہاں آئے۔ اردو زبان سیکھی اور ہمیشہ حکومتِ پاکستان کے متشکر رہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر صاحب رقم طراز ہیں:

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

"He consider this a great favour by the Government of Pakistan, and always got teary-eyed whenever there was a mention of it that at a time when Pakistan needed a sincere help and support for itself , Pakistan granted a value of Rs. 200 in those days he could not bear anyone belittling Pakistan, due to which he was also considered as the Father of Urdu in Japan. Although a fair few stand alongside him with through their dedication to the field , Mr Suzuki's services for the promotion and advancement of the Urdu language in Japan surpass the Norms". (21)

اردو زبان و ادب ہمیشہ ڈاکٹر معین الدین عقیل کے زیر بارِ احسان ہیں کہ انہوں نے اس کو دوسرے ممالک تک پہنچانے میں ناقابل فراموش کردار ادا کیا۔ آپ کی خدمات کے پیشِ نظر ٹوکیو یونیورسٹی برائے خارجی مطالعات (Tokyo University of Foreign Studies) میں اردو کے پروفیسر اسادا نے آپ کو پروفیسر سوزوکی کے ہمراہ جاپان مدعو کیا تاکہ وہاں اردو زبان کی ترویج کے لیے مختلف نصاب مرتب کیے جائیں اور اردو جاپانی لغت تیار کی جائے۔ وہاں نوجوان پروفیسر ہاگیتا ہیروشی (Professor Hagita Hiroji) بھی شعبہ اردو سے منسلک تھے اور کئی مرتبہ کراچی تشریف لا چکے تھے اور اردو زبان سے جاپانی میں اردو کی افسانوی نثر ترجمہ کر چکے تھے اور "اردو لٹریچر" کے نام سے ٹوکیو یونیورسٹی میں ایک جریدہ شائع کر رہے تھے جس میں اردو ادب سے کیے گئے تراجم بھی شامل کیے جاتے تھے تاکہ مزید جاپانی افراد اردو زبان کے بارے میں جان سکیں اور ان میں بھی اردو زبان سیکھنے کا شوق پیدا ہو۔ کراچی میں قیام کے دوران وہ مختلف کتب خانوں اور کتابوں کی دکانوں پر تشریف لے جاتے اور مطلوبہ مواد اکٹھا کرتے رہتے۔ ان کی اہلیہ مسز شاشورے (Mrs. Shashore) بھی وظیفہ پا کر جامعہ کراچی دو سال کے لیے تشریف لائیں۔ اردو سیکھنے کے بعد جاپان واپس چلی گئیں اور پروفیسر احمد علی کا مشہور ناول "دلی کی شام" کا جاپانی زبان میں ترجمہ کیا۔

وظیفہ پانے والی ایک اور جاپانی شخصیت مسٹر مامیاہ کینساک (Mr. Mamiya Kensak) بھی ہیں جو تین سال کے لیے جامعہ کراچی اردو زبان سیکھنے کے لیے آئے اور ڈاکٹر معین الدین عقیل سے اردو زبان سیکھنا شروع کر دی۔ اردو کے ساتھ ساتھ انہوں نے سندھی زبان بھی سیکھی اور سندھی زبان میں ایم۔ فل کیا اور جاپان واپس پلٹ جانے پر اوساکا یونیورسٹی کے شعبہء اردو سے منسلک ہو گئے۔ اور بعد میں ٹوکیو یونیورسٹی برائے خارجی مطالعات میں خدمات سرانجام دینے لگے۔

مسٹر یامانے سو (Mr. Yamane So) بھی ڈاکٹر معین الدین عقیل کے شاگرد رہے جو بعد میں اوساکا یونیورسٹی میں شعبہء اردو کے پروفیسر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب سے ان کی ملاقات 1992 میں لاہور پاکستان میں ہوئی جہاں وہ کالج برائے مشرقی علوم کے شعبہء اردو میں تشریف فرما تھے اور ڈاکٹر معین الدین عقیل کو ڈھونڈتے ہوئے اس شعبے میں آ نکلے۔ ڈاکٹر صاحب اس ملاقات کا احوال کچھ اس طرح لکھتے ہیں:

" I visited Oriental College's department of Urdu for some Governmental work and saw a Japanese gentleman entered the office of my host Dr. Rafiuddin Hashmi as senior Professor at the Oriental college, and asked him, " Is Dr. Aqeel here? I want to meet him". There were a couple of other people in the room. Dr Hashmi pointed towards me, introduced him to me as Yamane so from Osaka, Japan and further added that he had been waiting to meet me for a couple of days as if he knew me".(22)

ڈاکٹر صاحب جب جاپان تدریس کی غرض سے تشریف لے گئے تو ان سے اوساکا یونیورسٹی میں بھی مسٹر یمانے سو کی ملاقات رہی۔ اوساکا یونیورسٹی اور کیوتو یونیورسٹی میں ڈاکٹر صاحب نے ان سے مل کر اردو کے کچھ تحقیقی کام بھی سرانجام دیے۔ اس طرح ڈاکٹر صاحب نے اردو زبان و ادب کا شوق جاپانی طلباء اور اساتذہ میں بھی ابھارا۔ تین مرتبہ جاپان تدریس کی غرض سے بلائے گئے۔ پہلا دعوت نامہ بغرضِ تدریس ٹوکیو یونیورسٹی اوف فورن اسٹڈیز (Tokyo University of Foreign Studies) کا تھا۔ دورانیہ 28 مارچ 1993 سے اپریل 2000ء تک کا تھا۔ اس دوران آپ جاپان کی نامور جامعات، ٹوکیو یونیورسٹی برائے خارجی مطالعات، اوساکا یونیورسٹی اور دیتوبنکا

Research Journal
Tahqeed
تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

یونیورسٹی میں بطور جز وقتی، اردو کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ پھر سات سال بعد 2007 میں اوسکا یونیورسٹی کی دعوت پر جز وقتی اردو پروفیسر کی حیثیت سے اس یونیورسٹی کے شعبہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ فار ورلڈ لینگویجز (Research Institute for World Languages) سے منسلک رہے۔ قیام کا یہ دورانیہ اکتوبر 2007 سے مارچ 2008 پر محیط ہے۔ مارچ 2008 میں واپس پاکستان آنے کے تین ماہ بعد ہی دیتوبنکا یونیورسٹی کی طرف سے آپ کو بغرضِ تدریس پھر مدعو کر لیا گیا تو جولائی سے ستمبر 2008 تک آپ یونیورسٹی ھذٰا میں تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ پھر آپ نے جولائی 2008 سے اکتوبر 2008 تک کیوتو یونیورسٹی کی دعوت پر جز وقتی پروفیسر کی حیثیت سے ، گریجویٹ سکول اف ایشین افریکن ایریا سٹڈیز(Graduate School of Asian African Area Studies) میں خدمات سرانجام دیں۔ اس تمام عرصے میں جاپان میں آپ کے طالب علموں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق، اپنے طلباء سے بے لوث وابستگی اور اپنے کام میں مہارت کے باعث جو آپ سے ایک بار ملاقات کا شرف حاصل کر لیتا ہے وہ دوبارہ ملنے کی تمنا رکھتا ہے۔ اور آپ سے ہمیشہ تعلق رکھنا چاہتا ہے اور رکھتا ہے۔ ای میلز اور سوشل میڈیا کے اس دور میں پہلے رابطے کا مؤثر ذریعہ خط و کتابت ہوا کرتا تھا۔ آپ کے جاپانی طالب علم پاکستان میں اپنی تدریس کی مدت مکمل کر لینے کے بعد جاپان واپس پلٹ جاتے مگر بذریعہ خط، آپ سے رابطے میں رہتے۔ ان افراد میں آپ کے جاپانی طالب علم، جاپانی اساتذہ کرام، ہمسائے، تاجر اور سفارت خانے کے اہل کار شامل ہیں۔ یہ خطوط آپ نے ہمیشہ سنبھال کر رکھے۔ حال ہی میں ان خطوط کے مجموعے پر مشتمل ایک کتاب منظر عام پر آئی ہے جسے ٹوکیو یونیورسٹی اوف فورن اسٹڈیز جاپان، نے شائع کیا ہے۔ یہ جاپانی مصنفین، اساتذہ اور طلباء کے اردو خطوط ہیں۔ جو ڈاکٹر معین الدین عقیل کے نام مختلف اوقات میں لکھے گئے۔ اس کتاب کی خاص بات یہ ہے کہ اردو میں غیر ملکی اور غیر اہلِ زبان کے خطوط کا یہ پہلا مجموعہ ہے۔ اس کی تدوین اور تحشیہ عامر علی خان کا تحریر کردہ ہے۔ اس میں جاپان کے 40 نامور پروفیسر صاحبان، طلباء، تاجروں، سفارت کاروں اور دیگر کے خطوط شامل کیے گئے ہیں۔ ہر شخصیت کے خطوط سے پہلے ان کا مختصر تعارف بھی دیا گیا ہے اور ڈاکٹر صاحب سے ان کے تعلقات کی نوعیت بھی لکھی گئی ہے۔ یہ تمام خطوط صرف اردو زبان و ادب سے متعلق شخصیات ہی کے نہیں بلکہ جنوبی ایشیا کی تاریخ میں دلچسپی رکھنے والے پروفیسر حضرات اور طلباء کے خطوط بھی شامل ہیں۔ حتیٰ کہ فارسی پڑھانے والے کچھ اساتذہ کے خطوط بھی اس میں موجود ہیں۔ تعجب تیز امر یہ بھی ہے کہ زیادہ تر طلباء اور دیگر افراد نے اپنے ذاتی احساسات اور جذبات کی نمائندگی بھی کی ہے۔ یہ اس کی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے جب مکتوب نگار کے مکتوب الیہ سے مراسم دوستانہ ہوں۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، عالمی شہرت یافتہ معروف معلم ہیں۔ ایک محقق، نقاد، مصنف اور ماہر تعلیم کی حیثیت سے آپ نے نہ صرف اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا بلکہ پاکستان اور بیرونِ ممالک اردو زبان و ادب کی ترویج کے لیے تمام عمر کوشاں رہے اور اب تک اس میں اضافہ ہی کر رہے ہیں۔ اگرچہ آپ کے کارہائے نمایاں بے شمار ہیں مگر اس آرٹیکل میں آپ کی چیدہ چیدہ خصوصیات بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ڈاکٹر صاحب کی جاپان میں اردو زبان ادب کے فروغ و ترویج کے سلسلے میں محض ایک جھلک ہے۔

Research Journal Tahqeed تحقیقی مجلہ تحقید

جلد نمبر 05، شمارہ نمبر 01، جون-2024

حواشی:

1۔منتخب شخصی کوائف اور فہرستِ مطبوعات، رامیشہ نوین عقیل، اکہترویں سالِ پیدائش پر مرتب کیا گیا۔(1946 تا 2017) ص۔6

2. ۔ We and Japan Page , Rameesa Naveen Mohsin, 2022, Fazleesons, (Private) Limited, Karachi. Page. 49

3- http://www.facebook.com/share/KJffTg2qbtwrFuLn/?mibextid=WC7FNe

4- Facebook post from the Account of Rameesa's post dated 14-Aug-2022

5۔کتابوں کی یہ تعداد سنہ 2016 کی ہے۔ تادم تحریر ڈاکٹر معین الدین عقیل کی تصنیفات کا سلسلہ 100 کے قریب کتب پر مشتمل ہے۔ جن میں 84 اردو، 5 انگریزی اور 2 فارسی زبان میں ہیں۔

6۔طاہر مسعود،(2016)، خاکہ، مشمولہ، جنوب مغربی ایشیا کا علمی تناظر: تاریخ، تہذیب اور ادب۔ ارمغانِ مقالات بہ پیشِ خدمت معین الدین عقیل،، مرتبہ، ڈاکٹر جاوید احمد خورشید، ڈاکٹر خالد امین، ادارہ معارف اِسلامی- کراچی۔ ص۔5

7۔ تقدیم، تدوین، عامر علی خان، 2023، جاپانی میں اردو مکتوب نگاری، جاپانی مصنفین اور اساتذہ اور طلبہ کے اردو مکاتیب، بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل: اردو میں غیر ملکی اور غیر اہلِ زبان کے خطوط کا اولین مجموعہ، شعبہ اردو ٹوکیو یونیورسٹی اوف فورن سٹڈیز، جاپان۔ ناشر: زیک بکس، ص 9، 10

8۔ایضاً ص۔10۔11

9۔ایضاً ص۔11

10۔ایضاً ص۔11

11۔ایضاً ص۔11

12۔ایضاً ص۔11۔12

13 ۔ ایضاً ص۔12

14۔ایضاً ص۔12

15۔ . We and Japan Page , Rameesa Naveen Mohsin, 2022, Fazleesons, (Private) Limited, Karachi. Page. 20

16۔ایضاً ص۔20۔21

17۔ایضاً ص۔22

18۔ ایضاً ص۔23

19۔ ایضاً ص۔23

20۔ ایضاً ص۔25

21۔ ایضاً ص۔28

22۔ ایضاً ص۔28۔29

ماخذ:

1۔ عقیل معین الدین ڈاکٹر 2015 میر اکتب خانہ نوعیت انفرادیت اور مستقبل کراچی بی ٹی اے پبلشنگ ہاؤس

2۔ جنوب مغربی ایشیا کا علمی تناظر تاریخ تہذیب اور ادب 20 مقالات باپیش خدمت معین الدین عقیل مرتبہ ڈاکٹر جاوید احمد قرشید ڈاکٹر خالد امین کراچی۔ ادارہ معارف اسلامی۔

3۔ تقدیم، تدوین، عامر علی خان، 2023، جاپانی میں اردو مکتوب نگاری، جاپانی مصنفین اور اساتذہ اور طلبہ کے اردو مکاتیب، بنام ڈاکٹر معین الدین عقیل: اردو میں غیر ملکی اور غیر اہلِ زبان کے خطوط کا اولین مجموعہ، شعبہ اردو ٹوکیو یونیورسٹی اوف فورن سٹڈیز، جاپان۔ ناشر: زیک بکس

4۔ عقیل معین الدین ڈاکٹر پاکستانی زبانوں تک مسائل و مناظر 1997 الو قار پبلیکیشنز لاہور

5۔ عقیل معین الدین ڈاکٹر نوادرات ادب 1997 الو قار پبلیکیشنز لاہور

6۔ عقیل معین الدین ڈاکٹر پر ایائے اردو نصابی کتاب چار حصص، اول اردو نصر حصہ دوم اردو نظم حصہ سوم مکتوب نویسی حصہ چہارم صحافت کی زبان شائع کردہ ٹوکیو یونیورسٹی اف فارن سٹڈیز ٹوکیو 1997

7۔ عقیل معین الدین ڈاکٹر جنوبی ایشیا کی تاریخ نویسی نوعیت روایت اور معیار 2015 نشریات لاہور

8۔ عقیل معین الدین ڈاکٹر 2015 مسلم ہندوستان ویدر تاریخ اور تہذیب لاہور سنگ میل پبلیکیشنز

9۔ عقیل معین الدین ڈاکٹر 1976 تحریکِ آزادی میں اردو کا حصہ کراچی

10-Mohsin, Ramisa Naveen , the days of my school life in Pakistan and Japan, 2022 Fazlee sons Private Limited Karachi Pakistan.

11. Aqeel, MoinunDin, Approaches to the studies In socio cultural Muslim South Asia and the world 2022 Sang-e-meel Publication Lahore

12. Facebook account of Rameesa's Account.